درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب النهی عن ضرب الخدام و شتمهم
خادموں کو مارنے اور انہیں گالی دینے کی ممانعت کا بیان

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله عن فضیل بن غزوان عن ابن أبی نعم عن ابی هریرة قال: قال ابو القاسم ﷺ نبی التوبة: من قذف مملوکه بریئاً مما قال له، اقام الله علیه الحد یوم القیمة الا ان یکون کما قال. هذا حدیث حسن صحیح. وفی الباب عن سوید بن مقرن وعبدالله بن عمر. وابن أبی نعم هو عبدالرحمن بن أبی نعم البجلی یکنی أبا الحکم.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوالقاسم ﷺ پیغمبر توبہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس آقا نے اپنے غلام پر (زنا کی) تہمت لگائی، حالانکہ وہ غلام اس چیز سے بری ہو جو یہ مولیٰ اس کے متعلق کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس آقا پر قیامت کے دن حد (قذف) قائم کرے گا۔ ہاں اگر وہ غلام ایسا ہی ہو جس طرح یہ آقا کہتا ہے۔ (تو پھر قیامت کے دن اس پر حد قائم نہ ہوگا۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں سوید بن مقرن اور عبداللہ بن عمر اور ابن أبی نعم (جو کہ عبدالرحمٰن بن ابی نعم البجلی ہے اور اس کی کنیت ابوالحکم ہے) سے بھی روایات آئی ہیں۔

حدیث کی توضیح وتشریح:

اس سے پہلے باب میں خادم، نوکر اور ملازم کے حقوق کے مثبت پہلو کا بیان تھا کہ خادم کے ساتھ احسان کرو، اس کو معروف طریقے سے مناسب کھانا پینا اور لباس دیا کرو۔ اور اس باب میں حقوق خادم کے منفی پہلو بیان کیا جاتا ہے۔ غلام، خادم اور ملازم کو مارنا پیٹنا اور ان کو گالی دینا اور ان پر غلط تہمت باندھنا یہ تمام چیزیں حرام اور گناہ ہیں اور اللہ

تعالیٰ کے یہاں ان سے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تو میرا غلام ہے اور میرا خادم ہے اور مجھے اختیار ہے کہ اس سے جس طرح کام لوں، اور جس طرح اس کی مار پیٹ کروں، اور جس طرح چاہوں نازیبا الفاظ سے اسے گالی دوں کوئی اس غلط فہمی میں نہ پڑے کیونکہ ان کی حق تلفی کرنے والوں سے قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

''پیغمبر توبہ'' حضرت محمد ﷺ:

قال ابو القاسم ﷺ نبی التوبۃ: اس روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کا اسم کنیہ (ابو القاسم ﷺ) ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ کا لقب "نبی التوبہ" (توبہ کا پیغمبر) ذکر فرمایا۔ یہ اسلئے کہ جناب رسول اللہ بہت توبہ کرنے والے تھے۔ اور دن میں ستر مرتبہ اور بعض روایات کے مطابق سو مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔ نیز جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور دل و زبان کے ساتھ توبہ کرنے سے قبولیت توبہ کا حکم ساتھ لائے۔

ہر مجرم اپنے رب سے جرم کی معافی مانگ سکتا ہے۔

جناب رسول ﷺ سے پہلے گزشتہ ادیان میں توبہ سے متعلق عجیب وغریب نظریات اور عقائد لوگوں میں راسخ ہو چکے تھے۔ جو کہ قرون مظلمہ کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتے ہیں۔ بعض عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم جو بھی جرائم کریں، اور ہم سے جتنے بھی بڑے گناہ سرزد ہو جائیں وہ سب کچھ ہمیں معاف ہوگا، اور ہمارے لئے توبہ کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم سب کی طرف سے توبہ کر کے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے سب کی طرف سے کفارہ ہو چکے ہیں، عقیدہ کفارہ کہلاتا ہے۔ اور پھر توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے کسی اور کی توبہ قبول نہیں ہوتی اب ہمارے تمام جرائم کو حضرت عیسیٰؑ معاف کر دیں گے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم واضح فرمایا کہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی بندہ کا جرم معاف نہیں کرا سکتا۔ اور اللہ کا ہر بندہ خود اپنے جرم کی معافی مانگ کر پھر سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

اور بعض لوگوں کا یہ عقیدہ بن چکا تھا کہ جرم معاف کرانے کے لئے مذہبی پیشواؤں، پادریوں اور پنڈتوں کی منت سماجت کرنا اور ان کو راضی کرنا ضروری ہے۔ اور خود اپنے طور پر توبہ کرنے کا ہر کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ عیسائی لوگ اپنے احبار و رہبان کے پاس جا کر اپنے تمام عیوب اور جرائم کو ان کے سامنے بیان کر دیتے تھے کہ آج رات مثلاً غلطی سے زنا سرزد ہوا، کل جھوٹ بولا ہے، فلاں جرم کیا ہے، فلاں گناہ کیا ہے۔ میرے یہ جرائم اللہ تعالیٰ سے معاف کرا دو۔ اس طرح اپنے مذہبی پیشوا پادری، پنڈت وغیرہ کے سامنے اپنے سارے عیوب ظاہر کر دیتے تھے۔ اور اس سے معاف کرانے کی درخواست کر دیتے۔ اور پھر ان کو خوش کرنے کے لئے ان کو تحفے تحائف، نذرانے اور شکرانے بھی پیش کرتے تھے۔ اور

یہ احبار و رھبان اور علماء سوء بھی مال و دولت اور عزت کی لالچ میں لوگوں کو اندھیرے میں رکھتے تھے' اور ان پر حق واضح کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اور ان کو تسلی دیتے تھے کہ چلو آپ کا گناہ معاف ہوگا۔ اس طرح یہ احبار و رھبان ہر لحاظ سے ان کے بڑے بن چکے تھے اور پاپائیت نے سارے لوگوں پر قبضہ جمالیا تھا۔ حکومت اور ریاست بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی تھی اور لوگ ان سے مجبور تھے کہ یہ تو ہمارے بڑے ہیں' ہمارے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔ ہماری چوری ڈاکہ اور زنا وغیرہ جرائم سے باخبر ہیں۔ اور ہمارے گناہوں کو یہی معاف کر سکتے ہیں' ان غلط نظریات کی وجہ سے لوگ ان کے مطیع بن چکے تھے اور انکے ہر حکم ماننے پر مجبور تھے کہ اگر یہ راضی ہیں تو بیڑا پار ہے' نہیں تو بیڑا غرق۔ کیونکہ انہوں نے ان بڑوں کو خدائی کا مرتبہ دیا تھا۔ اور اس طرح شرک و کفر میں مبتلا ہو چکے تھے۔ وہ ان کے ظاہر کردہ عیوب اور خامیوں کی وجہ سے انہیں اور پورے ملک کو بلیک میل بھی کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ آج کل بھی بعض جاہل اور بدعتی پیر اس طرح کرتے ہیں کہ اپنے مریدوں کو ذہنی طور پر مفلوج کر کے یرغمال بنا دیتے ہیں۔ اور انہیں یہ باور دلاتے ہیں کہ ہم ہی آپ کی شفاعت کریں گے اور آپ کو نجات دیں گے۔ تم نے ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے۔ اب آپ کو کچھ غم نہیں' دین سے جاہل اور آخرت سے غافل عوام جب یہ سنتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے سارا بوجھ کندھوں سے اتر جاتا ہے۔ تو عوام جوق در جوق انکے درگاہوں میں حاضری دیتے ہیں اور ان سے بیعت کر کے مرید بن جاتے۔ اور یہ ناعاقبت اندیش پیر بھی مریدوں کو یہ باور دلاتے ہیں کہ تم ہر وقت ہماری نظر میں ہوتے ہو اور ہم آپ کے سب اعمال سے باخبر ہیں۔ الغرض ان بدعتی پیروں اور ان کے مریدوں کا بھی آپس میں وہی معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کے عوام اور انکے احبار و رہبان اور پاپاؤں کے درمیان ہوا کرتا تھا۔ اور اس طرح یہ جاہل اور بدبخت حدیث مبارک (لتتبعن سنن من قبلکم الحدیث) کا مصداق بن جاتے ہیں۔ (فھدا ھم اللہ جمیعا)

حاصل یہ کہ ان احبار و رھبان نے عوام پر اس حد تک اپنا قبضہ جمالیا تھا کہ بادشاہ بھی ان کے گرفت میں ہوتے تھے۔ اور حکومتیں بھی ان کے ہوس کا نشانہ بن جاتی تھیں۔

مذہب کی سیاست سے علیحدگی:

بالآخر حکمران لوگ ان سے تنگ آ گئے اور یہ قانون پاس کیا کہ حکومت' مذہب سے بالکل آزاد ہوگی اور ملاؤں احبار و رہبان کی مذہبی سرگرمیاں صرف ان کے گرجا گھروں تک محدود ہوں گی اور اس طرح انہوں نے مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا۔ یہی نتیجہ نکلا اہل کتاب کی اعتقادی نظریاتی اور عملی بے اعتدالیوں کا کہ کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اور مذہب کو سیاست سے الگ کر دیا اور پھر عیسائی حکومتوں نے اس نظریہ کا خوب پرچار کیا۔ اور دیگر اقوام میں بھی یہ نظریہ رائج ہوا کہ مذہب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے بعض سیکولر جماعتیں بھی ان کی

بولی بولنے لگیں کہ مُلا کے لئے محراب و مصلیٰ کافی ہے۔صدارت کی کرسی ان کے لئے مناسب نہیں۔اگر یہ نظریہ مسلمانوں میں جڑ پکڑ لیتا تو مسلمانوں کے دین و دنیا کی بربادی کے لئے یہی کافی تھا۔لیکن بحمد اللہ علماء کرام نے اس پروپیگنڈا کا خوب توڑ کیا۔اور یہود و نصاریٰ کی اس خطرناک سازش کو مسلمانوں میں چلنے نہیں دیا۔

قبولیت توبہ صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہے:

پس رحمت عالم ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر ان تمام غلط عقائد و نظریات کا خاتمہ کر دیا۔اور واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی کے گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔

وهل يغفر الذنوب الا الله (الاية) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ بلکہ ہر بندہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔اور توبہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کر دے۔جو بھی بندہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔احبار و رھبان اور جاہل پیروں کو نذرانے اور شکرانے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔نہ تو کوئی کسی کا گناہ معاف کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کے گناہوں کا کفارہ بن سکتا ہے۔جسے اپنا عمل پیچھے چھوڑ دے۔اسے اس کا نسب (رشتے ناطے اور تعلقات وغیرہ) آگے نہیں بڑھا سکتے۔پس رسول اللہ ﷺ نے توبہ سے متعلق افراط و تفریط کو ختم کر کے اور ہر بندہ کے لئے اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے کا آسان راستہ بنا دیا۔اس وجہ آپ ﷺ کو لقب "بنی التوبہ" سے یاد کیا گیا۔

من قذف مملوكه بريئا مما قال له الخ۔

یعنی جس نے اپنے مملوک غلام یا لونڈی پر تہمت لگائی اور اسے بدکار ہونے کی گالی دی۔مثلاً کہا کہ اے بدکار اے زناکار حالانکہ جو کچھ یہ کہہ رہا ہے وہ غلام اور خادم اس سے بری اور پاک ہے تو اللہ تعالیٰ اس تہمت لگانے والے مالک پر قیامت کے دن حد قائم کرے گا۔

ایک فقہی مسئلہ:

مسئلہ یہ ہے کہ غلام اور لونڈی کو قذف (زنا کی گالی) دینے سے قاذف (گالی دینے والے) پر اسلامی قانون کی رو سے حد قذف قائم نہیں کیا جائے گا۔کیونکہ حد کے قائم کرنے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ مقذوف محصن ہو۔ اور غلام، لونڈی محصن نہیں ہے۔لہذا اس شرط کی عدم موجودگی کی وجہ سے حد ساقط ہوگی۔البتہ اس گالی دینے والے کو تعزیری سزا دی جاوے گی۔حدیث باب میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے کہ غلام کو قذف دینے والے پر حد قذف دنیا میں جاری نہ ہوگا اور یہ مسئلہ فقہاء کرام کا اتفاقی ہے۔لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ دنیا میں حد قذف نہیں تو غلام کو ناحق زنا کی نسبت کرنے پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر حد قائم فرمادے گا۔البتہ اگر واقعتاً وہ غلام ایسا ہی ہو جیسا کہ سید (مولیٰ) نے کہا ہے کہ تو پھر قیامت کے دن بھی اس پر حد قائم نہ کیا جاوے گا۔

حدثنا محمود بن غیلان ثنا مؤمل ثنا سفیان عن الاعمش عن ابراهم التیمی عن أبیه عن أبی مسعود قال کنت أضرب مملو کالی فسمعت قائلا من خلفی یقول: احلم أبا مسعود! احلم أبا مسعود ! فالتفت فاذا أنا برسول الله ﷺ فقال: لله أقدر علیک منک علیه قال ابو مسعود فما ضربت مملو کالی بعد ذالک هذا حدیث حسن صحیح۔

و ابراهیم التیمی هو ابراهیم بن یزید بن شریک۔

ترجمہ: حضرت ابومسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو کہہ رہے تھے: ابومسعود صبر کرو! ابومسعود صبر کرو! جب میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور اللہ تعالیٰ کو تجھ پر زیادہ قدرت حاصل ہے اس قدرت سے جو کہ تجھ کو اس پر حاصل ہے۔ ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اپنے کسی بھی غلام کو نہیں مارا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابراہیم التیمی جو ہے یہ ابراہیم بن یزید بن شریک ہے۔

صحابہؓ کی کمال وفاداری:

حضرت ابومسعودؓ کو جب رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ دی اور غلاموں کے بارے میں اسے قیامت کے دن کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے ڈرایا تو پھر کبھی زندگی میں وہ کام نہ کیا جس سے رسول اللہ ﷺ نے خوف خدا دلا کر منع فرمایا۔ حضرت ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اپنے کسی بھی غلام کو نہیں مارا۔

آج کے مسلمان بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں اور اتباع رسول ﷺ کے دعویدار ہیں۔ کتنے ہی ناجائز افعال اور نازیبا اقوال ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور قرآن وحدیث میں ان پر وعیدیں ذکر کی گئی ہیں۔ اور ان وعیدوں کو سننے کے باوجود لوگ عام معاشرہ میں ان منہیات اور جرائم کو حد درجہ لا پرواہی کے ساتھ کر گزرتے ہیں اور انہیں یہ استحضار تک نہیں ہوتا کہ ان امور سے ہمارے خالق و مالک رب العالمین نے اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اور ان کے ارتکاب سے روز جزا میں رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سارے مسلمانوں کو اپنے پیغمبر ﷺ کا اتباع اور حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ امین۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابومسعودؓ نے کہا کہ: اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ: یہ غلام اللہ تعالیٰ رضا کے لئے آزاد ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تو ایسا نہ کرتا (یعنی اس غلام کو آزاد نہ کر دیتا) تو جہنم کی آگ تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔